شیخ چلّی کی شادی
JAM
Zahoor

بچوں کے لئے شیخ چلی کی حماقتوں بھری انتہائی دلچسپ کہانی

شیخ چلّی کی شادی

ظہیر احمد

ارتقاء ڈیجیٹ ڈاٹ کام

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی

---------- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

اِرتقاءڈیجیٹل ڈاٹ کام

شیخ چلی اپنے گھر کے صحن میں چارپائی پر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ شیخ چلی جب گہری نیند سوتا تھا تو اس قدر زور زور سے خراٹے لیتا تھا کہ اس کے خراٹوں سے صحن کے کونے میں سویا ہوا اس کا گدھا اور دوسری طرف چارپائی پر سوئی ہوئی اس کی بوڑھی ماں پریشان ہو جاتی تھی۔ دونوں رات رات بھر جاگ کر شیخ چلی کے خراٹے ختم ہونے کا انتظار کرتے رہتے تھے لیکن بھلا شیخ چلی کے خراٹے کیسے ختم ہو سکتے تھے۔

شیخ چلی کے خراٹوں کی وجہ سے اس کی بوڑھی ماں رات بھر جاگتی رہتی تھی اور شیخ چلی کے گدھے کا بھی یہی حال رہتا تھا۔ لیکن وہ بھلا شیخ چلی کو کیا کہہ سکتا تھا البتہ شیخ چلی کی ماں اسے سخت برا بھلا کہتی تھی کہ۔

رات بھر وہ اس کے خراٹوں کی وجہ سے سو نہیں سکی تھی۔ کبھی کبھی تو شیخ چلی کی بوڑھی ماں کو اس قدر غصہ آ جاتا تھا کہ وہ آدھی رات کو اٹھ کر شیخ چلی کو نیند سے جگا دیتی تھی تاکہ وہ آرام سے سو سکے۔ جب وہ سو جاتی تھی تب شیخ چلی جتنے مرضی خراٹے لیتا رہتا اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

شیخ چلی ماں کے سونے تک چارپائی پر بیٹھا اونگھتا رہتا تھا اور اونگھتے ہوئے وہ کبھی چارپائی پر گر جاتا تھا اور کبھی وہ چارپائی سے نیچے گر جاتا تھا۔ گرتے ہی وہ بے اختیار چیخ اٹھتا اور اس کی ماں جو اس کے خراٹوں سے تنگ آ کر اسے جگا کر سو جاتی تھی اس کی تیز چیخیں سن کر وہ پھر سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتی تھی۔

آدھی رات سے زیادہ وقت ہو چکا تھا۔ آسمان پر چاند اور ستارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ شیخ چلی چارپائی پر ٹانگیں پھیلائے خراٹے لیتا ہوا گہری نیند سو رہا تھا اور اس کے خراٹے سن کر اس کی بوڑھی ماں کروٹوں پر کروٹیں بدل رہی تھی لیکن اسے نیند ہی نہیں آ رہی تھی۔ کولے میں بندھا ہوا شیخ چلی

کا گدھا بھی جاگ رہا تھا اور سر گھما کر شیخ چلی کے خراٹے ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ کب شیخ چلی کے خراٹے ختم ہوں اور کب وہ چین سے سو سکے۔

شیخ چلی کی ماں کچھ دیر تو برداشت کرتی رہی لیکن پھر وہ اچانک غصے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''ہونہہ۔ اس کمبخت کے خراٹے ایسے بند نہیں ہوں گے۔ سارا دن گلیوں اور بازاروں میں مٹر گشت کرتا رہتا ہے۔ نہ یہ کسی کام کا ہے نہ کاج کا سارا دن دشمن اناج کا بنا رہتا ہے اور رات کو بھی یہ مجھے چین نہیں لینے دیتا''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر اس کی نظریں نلکے کے نیچے پڑی ہوئی ایک بالٹی پر پڑیں جو پانی سے بھری ہوئی تھی۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں اٹھی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بالٹی کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے آگے جا کر بالٹی اٹھائی اور پھر وہ بالٹی لئے شیخ چلی کی چارپائی کی جانب بڑھنے لگی۔ چارپائی کے قریب پہنچ کر اس نے بالٹی اوپر اٹھائی اور بالٹی کا سارا پانی شیخ چلی پر الٹ دیا۔

''ڈوب گیا۔ ڈوب گیا۔ مر گیا۔ مر گیا۔ ہائے ہائے۔ بچاؤ بچاؤ''۔ پانی پڑتے ہی شیخ چلی ہڑبڑا کر بری طرح سے چیختا ہوا اٹھ بیٹھا۔

''پانی کی ایک بالٹی میں ڈوب مرو اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے نامراد۔ نہ دن کو چین لینے دیتے ہو اور نہ رات کو۔ تم جیسی ناخلف اولاد کو تو واقعی ڈوب کر مر جانا چاہئے''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ شیخ چلی کا سارا جسم پانی سے بھیگ گیا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ سے پانی صاف کرتے ہوئے حیرت بھری نظروں سے اپنی ماں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم نے کیا کر دیا ہے ماں۔ میں اتنا خوبصورت، حسین اور پیارا خواب دیکھ رہا تھا۔ تم نے بالٹی کے پانی سے میرے سارے خواب کو ہی بہا کر رکھ دیا ہے''۔ شیخ چلی نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ تمہیں گھومنے پھرنے، آوارہ گردی کرنے اور اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنے کے ساتھ الٹے سیدھے خواب دیکھنے کے سوا آتا ہی کیا ہے۔

اب چپ چاپ چارپائی پر بیٹھے رہو۔ تمہارے منحوس خراٹوں کی وجہ سے میں کب سے جاگ رہی ہوں۔ اب جب تک میں سو نہ جاؤں خبردار جو تم نے لیٹنے یا سونے کی کوشش کی۔ اب اگر میرے کانوں میں تمہارے خراٹے گونجے تو میں اس بار تم پر پانی نہیں ڈالوں گی بلکہ جھاڑو اور کپڑے دھونے والے ڈنڈے سے تمہاری دھنائی کر کے رکھ دوں گی سمجھے تم"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے غصیلے لہجے میں کہا اور مار پڑنے کا سن کر شیخ چلی وہیں دبک گیا۔

"میں جان بوجھ کر خراٹے نہیں لیتا ماں۔ نیند کے عالم میں میرے منہ سے خراٹے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں تو میں کیا کروں"۔ شیخ چلی نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"تو اپنا منہ بند رکھ کر سویا کرو نامراد کہیں کے۔ ہر وقت بھونپو کی طرح منہ پھاڑے رکھتے ہو"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں منہ پر کپڑا باندھ کر سو جایا کروں"۔ شیخ چلی نے اسی انداز میں کہا۔

''منہ پر کپڑا باندھنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ مجھے اب روز تمہارے منہ میں کپڑا ٹھونسنا ہو گا تب ہی میری تمہارے منحوس خراٹوں سے جان چھوٹے گی''۔ شیخ چلی کی ماں نے کہا اور بالٹی وہیں رکھ کر اپنی چارپائی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''میری ماں بھی عجیب ہے۔ مجھے عین اس وقت جگا دیتی ہے جب میری کسی ملک کی شہزادی سے شادی ہو رہی ہوتی ہے۔ ابھی میرا نکاح بھی نہیں ہوتا کہ ماں یا تو مجھ پر بالٹی بھر کر پانی انڈیل دیتی ہے یا پھر مجھ پر ڈنڈوں، لاتوں اور گھونسوں کی برسات کر دیتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح سے چلتا رہا تو مجھے ساری زندگی کنوارہ ہی رہنا پڑے گا اور میری شادی کسی شہزادی سے تو کیا گاؤں کی کسی چمارن سے بھی نہیں ہو سکے گی''۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز اس کی بوڑھی ماں نے سن لی تھی وہ ایک بار پھر اس کی طرف پلٹ کر غصیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''اپنی چونچ بند رکھو سمجھے تم۔ ہونہہ۔ ہر وقت خیالی

پلاؤ پکاتے رہتے ہو۔ کسی دن میں نے تمہارے سر پر جلتے ہوئے کوئلے رکھ دینے ہیں تاکہ تمہارے سارے خیالی پلاؤ اور مرغ مسلم جل کر راکھ ہو جائیں۔ ہونہہ۔ کام کاج تو کوئی کرتے نہیں ہو اور خواب شہزادی سے شادی کرنے کا دیکھتے ہو"۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے کہا اور شیخ چلی نے منہ بسورنا شروع کر دیا۔ اس کی بوڑھی ماں اپنی چارپائی پر جا کر لیٹ گئی اور اس نے آنکھیں موند کر سونے کی کوشش شروع کر دی۔ شیخ چلی کا چونکہ سارا جسم پانی سے بھیگا ہوا تھا اس لئے وہ اب بھلا کہاں سو سکتا تھا۔ وہ چارپائی پر بیٹھ کر سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اے میرے اللہ! اب تو ہی میرا کچھ کر سکتا ہے۔ میری ماں تو مجھے ساری عمر کنوارا ہی رکھنا چاہتی ہے۔ جو میری خواب میں ہی شادی پوری نہیں ہونے دیتی وہ حقیقت میں کہاں مجھے شادی کرنے دے گی"۔ شیخ چلی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اللہ سے دعا مانگتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ آسمان کی جانب دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے اچانک ایک

ستارے کو تیزی سے نیچے آتے دیکھا۔

"اوہ شاید ستارہ ٹوٹا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ٹوٹے ستارے کو دیکھ کر جو بھی دعا مانگی جائے وہ پوری ہوتی ہے"۔ شیخ چلی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور آنکھیں بند کر کے اللہ سے دعا مانگنے لگا۔

'اے اللہ! میری شادی کرا دے۔ اے اللہ! میری شادی کرا دے' اس کے منہ سے دعا کے لئے صرف یہی الفاظ نکل رہے تھے۔

"تمہاری دعا اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے شیخ چلی"۔ اچانک شیخ چلی کے کانوں میں ایک نہایت سریلی سی آواز سنائی دی اور شیخ چلی نے بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا پھر وہ اس چارپائی کی طرف دیکھنے لگا جہاں اس کی بوڑھی ماں سوئی ہوئی تھی۔

"لگتا ہے میرے کان بجے ہیں۔ اس قدر سریلی آواز کم از کم میری ماں کی تو نہیں ہو سکتی"۔ شیخ چلی نے کہا اور دوبارہ دعا جاری رکھنے کے لئے آنکھیں

بند کرنے ہی لگا تھا کہ اسے پھر وہی آواز سنائی دی۔
''میں یہاں ہوں شیخ چلی۔ تمہارے سر کے اوپر''۔
آواز آئی تو شیخ چلی نے سر اٹھایا اور پھر وہ یکلخت ہڑبڑا کر اچھل پڑا۔ وہ اس زور سے اچھلا تھا کہ الٹ کر چارپائی سے گرتا چلا گیا۔ زمین پر گر کر اس نے ایک بار پھر سر اٹھایا اور خوف بھری نظروں سے اوپر دیکھنے لگا۔ اس کے کچھ فاصلے پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہوا میں معلق دکھائی دے رہی تھی جس نے سبز رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ لڑکی کی کمر پر سبز رنگ کے بڑے بڑے پر بھی تھے جن کے کنارے سنہری رنگ کے تھے اور وہ ان پروں کو مسلسل ہلا رہی تھی جیسے وہ خود کو ہوا میں ان پروں کی مدد سے معلق رکھے ہوئے ہو۔

لڑکی کے سر پر سنہری رنگ کا ایک تاج بھی تھا جس پر سبز رنگ کا پھندنا بھی لگا ہوا تھا۔ وہ لڑکی کسی ملک کی شہزادی بلکہ پری جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر انتہائی دلفریب مسکراہٹ تھی اور وہ بڑی بڑی اور چمکدار آنکھوں سے شیخ چلی کی جانب ہی

دیکھ رہی تھی۔

شیخ چلی چند لمحے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چارپائی کے پائے پر رکھی ہوئی اپنی پگڑی اٹھائی اور جلدی سے اپنے سر پر رکھ لی اور پھر وہ سر گھما کر اپنی بوڑھی ماں کی طرف دیکھنے لگا جو اب گہری نیند سو گئی تھی۔ شیخ چلی نے کونے میں بندھے ہوئے گدھے کی جانب دیکھا۔ گدھا بھی اپنا سر زمین پر ڈالے شیخ چلی کے خراٹوں سے مطمئن ہو کر سو گیا تھا۔

"کون ہو تم۔ کہاں سے آئی ہو"۔ شیخ چلی نے سبز رنگ کی پری کی جانب دیکھتے ہوئے اس قدر آہستہ آواز میں کہا کہ کہیں اس کی آواز سن کر اس کی بوڑھی ماں اور گدھے کی آنکھ نہ کھل جائے۔

"اونچا بولو۔ مجھے تمہاری بات کی سمجھ نہیں آئی ہے"۔ سبز پری نے تیز آواز میں کہا اور شیخ چلی بوکھلا کر ایک بار پھر اپنی بوڑھی ماں اور پھر گدھے کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس کی آواز سن کر وہ دونوں

کہیں جاگ ہی نہ جائیں۔

''آہستہ بولو۔ اگر میری ماں نے تمہاری آواز سن لی تو وہ جاگ جائے گی۔ میری ماں نے جاگ کر تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی مار مار کر میرا بھرتہ بنا دینا ہے''۔ شیخ چلی نے قدرے اونچی آواز میں کہا تو اس کی بات سن کر سبز پری بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھایا اور مٹھی بند کر کے اوپر اچھالنے والے انداز میں جب مٹھی کھولی تو اس کی مٹھی سے سبز رنگ کی روشنی کے ذرات سے نکل کر ہوا میں پھیلتے چلے گئے اور شیخ چلی کے گھر کے سارے صحن میں پھیل گئے۔ سبز روشنی کے ذرات شیخ چلی کی بوڑھی ماں اور گدھے پر بھی گرے تھے اور شیخ چلی بھی ان سبز ذرات میں نہا سا گیا تھا۔

''اب تم اطمینان سے بات کر سکتے ہو شیخ چلی۔ اب نہ میری آواز سن کر تمہاری ماں جاگے گی اور نہ تمہاری آواز سن کر، اب چاہے یہاں تم چیخ چیخ کر بھی بولو تو اس کے کانوں تک تمہاری آواز نہیں پہنچے گی''۔ سبز پری نے کہا۔

''تم سچ کہہ رہی ہو''۔ شیخ چلی نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو اونچا بول کر دیکھ لو''۔ سبز پری نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیخ چلی پلٹ کر اپنی ماں کی جانب دیکھنے لگا۔

''ماں۔ ماں۔ کیا تم میری آواز سن رہی ہو''۔ شیخ چلی نے قدرے اونچی آواز میں کہا لیکن اس کی ماں نے کوئی جواب نہ دیا تو شیخ چلی نے اور زیادہ اونچی آواز میں اپنی ماں کو آواز دی لیکن اس پر بھی شیخ چلی کی بوڑھی ماں پر کوئی اثر نہ ہوا تو شیخ چلی جیسے حلق پھاڑ پھاڑ کر چلانا شروع ہو گیا لیکن حیرت کی بات تھی کہ اس کی تیز چیخوں کی آوازوں سے نہ تو اس کی بوڑھی ماں کو کچھ پتہ چل رہا تھا اور نہ شیخ چلی کے گدھے کو۔ شیخ چلی کا گدھا بھی زمین پر سر ڈالے جیسے بے فکری کی نیند سو رہا تھا۔

''ارے واہ۔ تم نے تو بالکل ٹھیک کہا ہے۔ واقعی میں چیخ چیخ کر بول رہا ہوں لیکن نہ تو میری ماں کی نیند کھلی ہے اور نہ میرے گدھے کی''۔ شیخ چلی نے

خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہاں جادو کی روشنی بکھیر دی ہے شیخ چلی۔ اب تمہاری اور میری باتیں کوئی نہیں سن سکتا ہے''۔ سبز پری نے کہا۔

''جادو کی روشنی''۔ شیخ چلی نے ہر طرف بکھرے ہوئے سبز روشنی کے ذرات کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جب تک یہ ذرات یہاں رہیں گے ہم دونوں کی باتیں کوئی نہیں سن سکے گا''۔ سبز پری نے جواب دیا۔

''لیکن تم ہو کون اور کہاں سے آئی ہو اور تم نے وہ کیا کہا تھا۔ ہاں یاد آیا۔ تم نے کہا تھا کہ تمہاری دعا اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''تم اللہ سے اپنی شادی کی دعا مانگ رہے تھے۔ میں نے اس کے لئے کہا تھا کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے اسی لئے میں یہاں آ گئی ہوں''۔ سبز پری نے کہا اور شیخ چلی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے آئی ہو''۔ شیخ چلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

ارتقاء شیخ ڈاٹ کام

''نہیں میں تم سے شادی کرنے کے لئے نہیں آئی ہوں''۔ سبز پری نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیوں آئی ہو اور تم نے کیوں کہا ہے کہ اللہ نے میری دعا سن لی ہے''۔ شیخ چلی نے یکلخت مایوس ہوتے ہوئے کہا۔

''میرا نام شاہین پری ہے اور میں پرستان سے آئی ہوں''۔ سبز پری نے کہا۔

''تو میں کیا کروں۔ میں نے تو تمہیں نہیں بلایا ہے''۔ شیخ چلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''میں جانتی ہوں کہ تم نے مجھے نہیں بلایا ہے۔ میں خود یہاں آئی ہوں''۔ شاہین پری نے کہا۔

''کس لئے آئی ہو یہ بتاؤ''۔ شیخ چلی نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہاری شادی کرانے کے لئے آئی ہوں''۔ شاہین پری نے کہا اور شیخ چلی اچھل پڑا۔

''شادی۔ میری شادی کرانے۔ کس سے''۔ شیخ چلی نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے

ہوئے کہا۔

''پرستان کی شہزادی اناکا پری سے''۔ شاہین پری نے کہا اور شیخ چلی حیرت سے منہ پھاڑے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ پری پر مارتی ہوئی آہستہ آہستہ نیچے آگئی تھی اور شیخ چلی کے سامنے زمین پر کھڑی ہو گئی تھی اور اب اس نے اپنے پر سمیٹ لئے تھے۔ شیخ چلی کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اب وہ نیند میں نہیں بلکہ جاگتی آنکھوں سے کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔

ارتقاء ڈاٹ کام

عالیشان محل کے دربار میں ایک اونچے اور بڑے
چبوترے پر ایک تخت بچھا ہوا تھا جس پر ایک لمبا تڑنگا
اور انتہائی خوفناک شکل والا جن بڑی شان سے بیٹھا
ہوا تھا۔ اس جن کا سر گنجا تھا۔ جن نے سرخ رنگ کا
زیر جامہ پہن رکھا تھا اور اس کے کاندھے پر شیر کی
کھال رکھی ہوئی تھی۔

جن کے ایک ہاتھ میں بڑا اور انتہائی وزنی گرز تھا
جو اس نے اپنے کاندھے سے ٹکا رکھا تھا۔ اس کے
سامنے چار گنجے سر والے دیو سر جھکائے کھڑے تھے۔
ان دیوؤں کے رنگ سرخ تھے اور ان کے گنجے سروں
پر لمبے لمبے اور مڑے ہوئے سینگ بھی دکھائی دے
رہے تھے۔ جن ان دیوؤں کی جانب انتہائی غضبناک

ارتقاءعلم ڈاٹ کام

نظروں سے گھور رہا تھا۔

''خالی ہاتھ کیوں آئے ہو۔ شہزادی اناکا پری کو ساتھ کیوں نہیں لائے ہو تم''۔ جن نے ان دیوؤں کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کڑک کر پوچھا۔

''ہم مجبور تھے آقا۔ شہزادی اناکا پری نے پرستان کے گرد سومار جادو کا حصار قائم کر رکھا ہے۔ اس حصار کی وجہ سے ہم پرستان داخل نہیں ہو سکے تھے''۔ ایک دیو نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

''سومار جادو۔ کیا مطلب''۔ جن نے چونک کر کہا۔

''پرستان کے گرد ہر طرف سرخ روشنی کا ہالہ سا بنا ہوا ہے آقا۔ اس روشنی میں چنگاریاں چمک رہی ہیں۔ ہم نے کئی بار سرخ روشنی سے گزر کر پرستان جانے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی ہمارے ہاتھ روشنی سے چھوتے اچانک ہمارے ہاتھوں پر آگ لگ جاتی تھی۔ یہ دیکھیں آقا۔ ہماری بار بار کی کوشش سے ہمارے ہاتھ بھی جل گئے ہیں''۔ دوسرے دیو نے کہا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ جن کے سامنے کر دیئے۔ اس دیو

کے ہاتھ واقعی بری طرح سے جلے ہوئے تھے۔ اس کے دیکھا دیکھی باقی تین دیووں نے بھی اپنے ہاتھ جن کے سامنے کر دیئے ان کے ہاتھ بھی بری طرح سے جلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب کے جلے ہوئے ہاتھ دیکھ کر جن غصے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ یکلخت سیاہ ہو گیا تھا۔

''ہونہہ۔ شہزادی اناکا نے پرستان کے گرد سومار جادو کا حصار قائم کر کے اگر یہ سمجھ لیا ہے کہ میں اس تک نہیں پہنچ سکتا تو یہ اس کی بڑی بھول ہے۔ بہت بڑی بھول۔ وہ تم جیسے کمزور اور عام دیووں کا اس جادو کے حصار سے راستہ روک سکتی ہے مگر میرا نہیں''۔ جن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں آقا۔ اس حصار کو صرف تم ہی پار کر سکتے ہو۔ تم نے ہمیں یا اپنی کسی اور طاقت کو پرستان بھیجا تو وہ سومار جادو کے حصار میں داخل ہوتے ہی جل کر راکھ بن جائے گا''۔ تیسرے دیو نے کہا اس کے لہجے میں بھی بے پناہ خوف تھا۔

''ہونہہ۔ تم جاؤ۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ جاؤ۔

میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ ہونہہ۔ تم میرے غلام جو خود کو انتہائی طاقتور اور خوفناک دیو کہتے ہو پرستان کی شہزادی اناکا کا ایک جادو کا حصار بھی ختم نہیں کر سکے اور اپنی ناکامی کا رونا لے کر میرے پاس چلے آئے ہو۔ جاؤ۔ چلے جاؤ۔ مجھے اب تمہاری کوئی بات نہیں سننی ہے۔ اب جو بھی کروں گا وہ میں خود کروں گا''۔ جن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور چاروں دیو بوکھلا کر مڑے اور تیزی سے عقب میں موجود بیرونی دروازے کی جانب دوڑتے چلے گئے جیسے اگر انہیں وہاں سے جانے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو جن واقعی انہیں جلا کر بھسم کر دے گا۔

''تم کچھ بھی کر لو شہزادی اناکا پری لیکن تم مجھ سے نہیں بچ سکو گی۔ میرا نام تاشام جن ہے اور تاشام جن ایک بار جو ٹھان لیتا ہے وہ کر کے رہتا ہے۔ میں پرستان سے تمہیں لینے اب خود آؤں گا۔ دیکھتا ہوں کہ تم یا تمہارا سومار جادو کا حصار کس طرح سے میرا راستہ روکتا ہے۔ میں آ رہا ہوں شہزادی۔ میں آ رہا ہوں''۔ جن نے کہا جس کا نام تاشام جن تھا۔ وہ

چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے کاندھے سے اپنا گرز
اتارا اور پھر اس نے گرز کی نوک زمین سے ٹکا دی۔
پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ
پڑھنے لگا۔ اسی لمحے اچانک اس کے جسم میں روشنی کی
لہریں سی چمکنا شروع ہو گئیں۔ جیسے جیسے وہ کچھ پڑھتا
جا رہا تھا اس کے جسم میں چمکنے والی روشنی کی لہریں
تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر اچانک ایک زور دار کڑاکا
ہوا اور تاشام جن اچانک وہاں سے اپنے گرز سمیت
غائب ہو گیا۔

ارتقاء ٹیچ ڈاٹ کام

"شش۔ شش۔ شہزادی اناکا پری۔ کک۔ کک۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ تم میری کسی پری سے شادی کرانا چاہتی ہو اور وہ بھی پرستان کی شہزادی پری سے"۔ شیخ چلی نے شاہین پری کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔ شہزادی پری نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ دنیا کے سب سے حسین اور سب سے ذہین آدم زاد سے شادی کرے گی۔ اس کے لئے شہزادی اناکا پری نے ایک پرندہ فضا میں چھوڑا تھا۔ پرندہ انسانی آبادی میں دیر تک اُڑتا رہا اور پھر وہ تمہاری گھر کی ایک دیوار پر آ کر بیٹھ گیا۔ شہزادی اناکا نے اسی لئے پرندہ ہوا میں چھوڑا تھا کہ وہ جس گھر

کی دیوار پر بیٹھے گا وہ اسی گھر کے کسی نوجوان سے شادی کرے گی اور یہ اتفاق ہی ہے کہ وہ پرندہ تمہارے گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا اور اس گھر میں تم ہی واحد نوجوان ہو"۔ شاہین پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرندہ۔ مگر میں نے تو یہاں کوئی پرندہ نہیں دیکھا"۔ شیخ چلی نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ جادو کا پرندہ تھا۔ انسانی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی۔ وہ پرندہ اب بھی تمہارے گھر کی دیوار پر بیٹھا ہے۔ اس پرندے کی وجہ سے تو میں یہاں آئی ہوں"۔ شاہین پری نے کہا اور شیخ چلی چاروں طرف گھر کی دیواریں دیکھنے لگا لیکن اسے وہاں کوئی پرندہ تو کیا ایک چھپکلی بھی دکھائی نہیں دی۔

"تمہیں اگر میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا ہے تو آؤ۔ میرے ساتھ پرستان چلو۔ جب تم شہزادی انا کا سے ملو گے اور وہ تم سے خود کہے گی کہ وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے تب تمہیں میری باتوں پر ضرور یقین آ جائے گا"۔ شاہین پری نے شیخ چلی کو حیران

دیکھ کر کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پرستان۔ تم مجھے پرستان لے جاؤ گی جسے پریوں کا دیس کہتے ہیں''۔ شیخ چلی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس نے پریوں کے دیس پرستان کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن وہ کبھی پرستان گیا نہیں تھا اسے بس اتنا ہی پتہ تھا کہ دنیا میں پریوں کا ایک دیس ہے جسے پرستان کہا جاتا ہے جو جنت جیسا ہے اور وہاں کی ہر چیز نرالی ہے اور وہاں دنیا کی حسین ترین لڑکیاں رہتی ہیں جن کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ پرندوں کی طرح اُڑتی بھی ہیں۔ اس کے علاوہ ان پریوں کے پاس جادو کی ایک چھڑی بھی ہوتی ہے جس گھما کر وہ کچھ بھی کر سکتی ہیں۔

''ہاں۔ چلو گے میرے ساتھ پرستان''۔ شاہین پری نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں جنت جیسے ملک پرستان ضرور جاؤں گا لیکن''۔ شیخ چلی کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن کیا''۔ شاہین پری نے چونک کو پوچھا۔

''میری ماں ابھی سوئی ہے۔ یہ صبح جاگے گی اور جب میں اسے یہاں نظر نہیں آؤں گا تو اسے شدید غصہ آجائے گا اور جب میں واپس آؤں گا تو یہ مار مار کر میرا حلیہ بگاڑ دے گی اور پھر میں پرستان جاؤں گا کیسے۔ تمہارے تو پر ہیں تم تو اُڑ کر بھی جا سکتی ہو اور میں''۔ شیخ چلی نے کہا تو اس کی بات سن کر شاہین پری مسکرا دی۔

''اپنی ماں کی تم فکر نہ کرو۔ یہ اس وقت تک سوئی رہے گی جب تک تم پرستان سے واپس نہیں آ جاتے''۔ شاہین پری نے کہا۔

''ارے۔ اتنا عرصہ یہ بھوکی پیاسی سوئی رہی تو مر نہیں جائے گی''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ میں اس پر اور تمہارے گدھے پر جادو کی نیند طاری کر دوں گی۔ جب تک یہ دونوں جادو کی نیند سوئے رہیں گے انہیں نہ بھوک لگے گی اور نہ پیاس''۔ شاہین پری نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ لیکن میرے پرستان جانے کا مسئلہ کیسے حل کرو گی تم''۔ شیخ چلی نے خوش ہو کر پھر سے

سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''اپنے پیروں کے نیچے دیکھو''۔ شاہین پری نے کہا تو شیخ چلی نے اپنے پیروں کے نیچے دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے پیروں کے نیچے ایک سنہری دھاگوں سے بنا ہوا خوبصورت قالین دکھائی دے رہا تھا جس کے دونوں کناروں پر سنہری رنگ کے بڑے بڑے پر نظر آ رہے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ قالین کہاں سے آ گیا اور قالین کے پر۔ کیا مطلب''۔ شیخ چلی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ اُڑن قالین ہے۔ قالین کے کناروں پر لگے ہوئے پَر تمہیں کسی پرندے کی طرح سے اُڑا کر میرے ساتھ پرستان لے جائیں گے''۔ شاہین پری نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ اگر اوپر جا کر اس اُڑن قالین نے مجھے نیچے گرا دیا تو''۔ شیخ چلی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی''۔ شاہین پری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو۔ اس قالین سے کہو کہ یہ مجھے تمہارے ساتھ پرستان لے جائے۔ میں جلد سے جلد اپنی ہونے والی دُلہن شہزادی انا کا پری کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ مجھے پسند آگئی تو میں اس سے شادی کر لوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''اور اگر وہ تمہیں پسند نہ آئی تو''۔ شاہین پری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تو میں تم سے شادی کر لوں گا۔ تم بھی تو حسین پری ہو''۔ شیخ چلی نے کہا اور اس کا جواب سن کر شاہین پری کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ شاہین پری کے پَر ہلنے لگے اور وہ ہوا میں سیدھے اوپر اٹھنا شروع ہو گئی۔ جیسے ہی شاہین پری نے ہوا میں اُڑنا شروع کیا اسی لمحے قالین کے سنہری پَر بھی پرندوں کی طرف ہلنا شروع ہو گئے اور سنہری قالین بھی آہستہ آہستہ زمین سے بلند ہونا شروع ہو گیا۔

قالین کو ہوا میں بلند ہوتے دیکھ کر شیخ چلی کا رنگ زرد ہو گیا تھا وہ جلدی سے قالین کے درمیانی حصے میں بیٹھ گیا تھا۔ قالین جب کچھ بلندی پر آیا تو شیخ

چلی جھک کر چارپائی پر سوئی ہوئی اپنی ماں کی جانب دیکھنے لگا۔

''اچھا ماں۔ میں جا رہا ہوں۔ تم نے میری خواب میں ہونے والی شادی روک دی تھی نا۔ کوئی بات نہیں اب میں حقیقت میں شادی کرنے جا رہا ہوں اور وہ بھی پریوں کے دیس پرستان کی شہزادی انا کا پری سے۔ پہلے میری اس سے شادی ہو گی پھر مجھ سے خوش ہو کر پرستان کا بادشاہ اپنا تخت و تاج میرے حوالے کر دے گا اور میں پرستان کا بادشاہ بن جاؤں گے اس کے بعد میں پریوں کے ہاتھ تمہارے لئے ایک ہوائی تخت بھیجوں گا اور تمہیں اور اپنے گدھے کو بھی پرستان بلوا لوں گا پھر ہم سب وہاں ہنسی خوشی زندگی گزاریں گے اور تم جو مجھے ہر وقت کام چور اور نکما کہتی ہو تم بھی مجھ پر فخر کرو گی۔ اپنے بیٹے یعنی پرستان کے بادشاہ شیخ چلی پر''۔ شیخ چلی نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ قالین اسے لے کر کافی بلندی پر آ گیا تھا۔ بلندی پر آتے ہی شاہین پری مڑ کر ایک طرف اُڑنا شروع ہو گئی اور قالین بھی مڑ کر اس کے

پیچھے پیچھے اُڑتا چلا گیا۔

سنہری پرَ نہایت تیزی سے حرکت کر رہے تھے جس کی وجہ سے قالین انتہائی برق رفتاری سے آسمان کی بلندیوں پر اُڑا جا رہا تھا۔ قالین کے تیز رفتاری سے اُڑنے کی وجہ سے شیخ چلی کے کپڑے بری طرح سے پھڑپھڑا رہے تھے۔ اس نے اپنے سر پر موجود نوکیلی سبز ٹوپی والی پگڑی کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال رکھا تھا جیسے اسے ڈر ہو کہ تیز ہوا کی وجہ سے اس کی پگڑی ہی نہ اُڑ جائے۔

مسلسل کئی پہر اُڑتے رہنے کے بعد شیخ چلی کو دور رنگ برنگی روشنیاں سی لہراتی دکھائی دیں۔ شاہین پری انہی روشنیوں کی جانب اُڑی جا رہی تھی۔ مختلف رنگوں کی روشنیاں آسمان پر شعاعوں کی طرح پھیل کر ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ شیخ چلی غور سے ان رنگ برنگی ناچتی ہوئی روشنیوں کو دیکھ رہا تھا۔ قالین کچھ ہی دیر میں ان رنگ برنگی روشنیوں کے قریب پہنچ گیا اور پھر شاہین پری روشنیوں سے باہر رک کر ایک بار پھر ہوا میں معلق ہو گئی اور پلٹ کر قالین پر بیٹھے ہوئے

شیخ چلی کی جانب دیکھنے لگی۔ قالین کی رفتار آہستہ ہو گئی تھی اور وہ ہوا میں تیرتا ہوا شاہین پری کے پاس جا کر رک گیا۔

''کہاں ہے پرستان اور یہ رنگ برنگی روشنیاں کیسی ہیں''۔ شیخ چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ قالین پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''یہ رنگ برنگی روشنیاں پرستان کی ہی ہیں شیخ چلی۔ گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں ابھی پرستان لے جاؤں گی لیکن پرستان میں داخل ہونے سے پہلے میں تمہیں دولہا بنانا چاہتی ہوں۔ تمہارے سر پر سہرا ہو گا تو تم اور زیادہ خوبصورت دکھائی دینے لگو گے۔ اس کے بعد میں پرستان میں جا کر دوسری پریوں کو بلاؤں گی جو تمہارا شاندار استقبال کریں گی۔ تم ہماری پیاری سہیلی شہزادی انا کا پری کے ہونے والے شوہر ہو تمہیں ہم یہاں سے بڑی شان سے پرستان لے جائیں گی''۔ شاہین پری نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیخ چلی نے بے اختیار دانت نکال کر احمقانہ انداز میں مسکرانا شروع کر دیا۔ شاہین پری نے اس کی جانب انگلی کر کے انگلی کو

ہلکا سا جھٹکا دیا تو اچانک شیخ چلی کی پگڑی کے گرد سہرے کی لڑیاں سی لہرانے لگیں۔ سہرے کی سنہری لڑیاں دیکھ کر شیخ چلی اور زیادہ خوش ہو گیا۔

''ہاں اب ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں بس ابھی آئی''۔ شاہین پری نے کہا اور پھر وہ مڑی اور تیزی سے پَر مارتی ہوئی رنگ برنگی روشنیوں میں جا کر غائب ہو گئی۔ شیخ چلی قالین پر کھڑا بڑے مسرت بھرے انداز میں اپنی پگڑی میں لہراتی ہوئی سہرے کی لڑیوں کو چھو چھو کر دیکھ رہا تھا۔

''آہا۔ میں دولہا بن گیا ہوں۔ اب میری دھوم دھام سے شادی ہو گی۔ پرستان کی پریاں میرا والہانہ استقبال کریں گی اور میں دنیا کا حسین ترین شہزادہ بن کر پرستان کی شہزادی انا کا پری کے سامنے جاؤں گا۔ مجھ جیسے حسین اور جوان کو دیکھ کر شہزادی انا کا جیسی پری بھی بے ہوش ہو جائے گی اور وہ اپنی قسمت پر رشک کرے گی کہ اس کی دنیا کے سب سے ذہین اور انتہائی خوبصورت نوجوان سے شادی ہوئی ہے''۔ شیخ چلی نے خوشی سے ناچنے والے انداز میں کہا۔ ابھی وہ خوش

ہو ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے عقب میں سبز لباس اور سبز پروں والی شاہین پری اور دو اور خوبصورت پریاں نمودار ہو گئیں ان دونوں پریوں میں سے ایک پری نے نیلا اور دوسری نے سرخ لباس پہن رکھا تھا اور ان دونوں کے پَر سرخ تھے۔ ان تینوں پریوں کے ہاتھوں میں گلاب کی پتیاں تھیں۔ تین پریوں نے ہوا میں بلند ہو کر اپنے ہاتھوں میں موجود پتیاں شیخ چلی پر پھینکنی شروع کر دیں۔ خود پر گلاب کی پتیوں کی برسات دیکھ کر شیخ چلی چونک پڑا اور پلٹ کر دیکھنے لگا کہ اس پر گلاب کی پتیاں کون نچھاور کر رہا ہے اور پھر جب اس کی نظر شاہین اور اس جیسی دوسری دو پریوں پر پڑی تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔

”آؤ۔ دولہے راجہ۔ آؤ۔ شہزادی انا کا پری اپنے ہونے والے دولہے کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہی ہے“۔ شاہین پری نے کہا تو اسی لمحے سنہری قالین کے پر ایک بار پھر ہلنے لگے اور وہ شیخ چلی کو لئے آہستہ آہستہ ناچتی ہوئی رنگ برنگی روشنیوں کی جانب بڑھتا چلا گیا اور پریاں اس پر مسلسل پھولوں کی پتیاں

چھڑکتی ہوئی اس کے اوپر تیرنے لگیں۔ جیسے ہی قالین رنگین روشنیوں میں داخل ہوا اسی لمحے اچانک شیخ چلی کے اردگرد گنجے سروں والے بے شمار بندر نمودار ہو گئے۔ ان بندروں کے بھی پر تھے جنہیں ہلاتے ہوئے وہ ہوا میں معلق دکھائی دے رہے تھے۔ بندروں کی گردنوں میں ڈھول لٹکے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں۔ قالین شیخ چلی کو لے کر جیسے ہی آگے آیا ان بندروں نے اچانک زور زور سے ڈھول پیٹنے شروع کر دیئے۔ ابھی شیخ چلی یہ سب حیرت سے دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک وہاں بڑے بڑے اور بھونپو جیسے منہ والے پرندے بھی نمودار ہو گئے۔ ان پرندوں کے منہ سے باجے بجنے کی آوازیں نکلنے لگیں پھر وہاں کئی قسموں کی رنگ برنگی خوبصورت چڑیاں اور دوسرے پرندے نمودار ہوئے جنہوں نے شیخ چلی کی جانب دیکھتے ہوئے نہایت سُریلی آواز میں گانے گانے شروع کر دیئے۔ وہاں ایسا سماں بندھ گیا تھا جیسے پریوں، بندروں، خوبصورت پرندوں اور چڑیوں نے شیخ چلی کی بارات سجا لی ہو اور شیخ چلی کو اس حیرت انگیز اور

انوکھی بارات کے جھرمٹ میں پرستان لے جایا جا رہا ہو۔ اپنا اس قدر شاندار اور والہانہ استقبال دیکھ کر شیخ چلی کے چہرے پر سینکڑوں رنگ بکھر گئے اور اس نے بھی بندروں کے ڈھول کی تال اور چڑیوں اور پرندوں کے خوبصورت گانے کی دھن پر بے اختیار ہو کر قالین پر ناچنا شروع کر دیا۔

اردو ڈائجسٹ ڈاٹ کام

پرستان کی ریاست پھول نگر کی شہزادی اناکا پری انتہا کی خوبصورت تھی۔ وہ چونکہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی اس لئے اس کے ماں باپ نے اسے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔

شہزادی اناکا پری میں اس قدر لاڈ پیار میں پلنے کے باوجود غرور اور گھمنڈ نام کی کوئی چیز نہیں تھی وہ انتہائی نیک سیرت اور نہایت رحمدل شہزادی تھی۔

شہزادی اناکا پری کی شادی پرستان کی ایک ریاست گلستان کے ایک شہزادے سے ہونے والی تھی جس کا نام شہزادہ ماروش تھا۔ شہزادہ ماروش بھی شہزادی اناکا کی طرح بے حد خوبصورت، بہادر، ذہین اور نہایت عقلمند تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو بے حد پسند کرتے تھے اور

ان کی خواہش کو دیکھتے ہوئے ہی ان کے ماں باپ نے ان دونوں کی شادی کا فیصلہ کیا تھا۔

شہزادی اناکا اور شہزادہ ماروش کی منگنی ہو چکی تھی اور بہت جلد ان کی شادی ہونے والی تھی۔ اس لئے وہ دونوں بے حد خوش تھے۔

جس طرح سے شہزادہ ماروش، شہزادی اناکا پری کو پسند کرتا تھا اسی طرح کوہ قاف کا ایک جن جو کوہ قاف کی ایک ریاست ناناک کا بادشاہ تھا وہ بھی شہزادی اناکا کو بے حد پسند کرتا تھا۔ اس جن کا نام تاشام جن تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ پھول نگر کے بادشاہ جن کے پاس اس کی بیٹی کے لئے اپنا رشتہ بھیجتا۔ بادشاہ جن اپنی بیٹی کی منگنی ریاست گلستان کے شہزادہ ماروش سے کر چکا تھا۔ جب تاشام جن کو پتہ چلا کہ شہزادی اناکا پری ریاست گلستان کے شہزادے ماروش کو پسند کرتی ہے اور اس کی اس سے منگنی بھی ہو چکی ہے تو اسے بے حد غصہ آیا۔ وہ خود شاہ پھول نگر کے جن بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس نے شاہ جنات سے درخواست کی کہ وہ شہزادی اناکا

پری کی شادی شہزادہ ماروش سے توڑ کر اس کے ساتھ کر دے۔ اس کی بات سن کر شاہ جنات کو بے حد غصہ آیا اور اس نے تاشام جن کو اپنے محافظ جنوں اور دیوؤں کی مدد سے دھکے دے کر اپنی ریاست سے باہر نکال دیا۔ اپنی اس بے عزتی پر تاشام جن کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی بے عزتی کا بدلہ شاہ جنات سے بھی لے گا اور اس کی بیٹی شہزادی اناکا سے شادی بھی کرے گا چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔

تاشام جن جادوگر بھی تھا اس کے بے شمار جن اور دیو غلام تھے اس نے کئی بار جنوں اور دیوؤں کو پھول نگر بھیجا تاکہ وہ کسی طرح سے شہزادی اناکا کو وہاں سے اغوا کر لائیں لیکن شاہ جنات اور شہزادی اناکا کو پہلے سے ہی اس جادوگر جن کے عزائم کی خبر ہو جاتی تھی اور وہ اپنی طاقتوں سے ان غلام جنوں اور دیوؤں کو اپنی ریاست میں داخل ہی نہیں ہونے دیتے تھے۔ جس کی وجہ سے تاشام جن کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جب اس کا بس نہیں چلا تو اس نے اپنے غلام

جن اور دیوؤں کی مدد سے پرستان کی ریاست گلستان سے شہزادہ ماروش کو ہی اغوا کرا لیا اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر اپنے محل کے زندان میں قید کر لیا۔

تاشام جن نے یہ پیغام پھول نگر کے شاہ جنات اور شہزادی انا کا پری تک پہنچا دیا تھا کہ شہزادہ ماروش اس کی قید میں ہے۔ اگر شاہ جنات نے شہزادی انا کا کا شہزادہ ماروش سے رشتہ نہ توڑا تو وہ شہزادہ ماروش کو ہلاک کر دے گا اور اس کے پاس اتنی طاقتیں ہیں کہ وہ شہزادی انا کا کو پھول نگر سے اغوا کر کے لے جائے گا۔ اگر وہ شہزادی انا کا کو پھول نگر سے اغوا کر کے لے گیا تو پھر وہ اس سے زبردستی شادی کر لے گا۔

گلستان کے بادشاہ جن کو جب معلوم ہوا کہ اس کے بیٹے کو کوہ قاف کی ریاست ناناک کے جن نے اغوا کر کے اپنے پاس قید کر لیا ہے تو وہ بے حد غضبناک ہوا اس نے فوراً جنات اور دیوؤں کی فوج کوہ قاف کی ریاست ناناک کی طرف بھیج دی تاکہ وہ ریاست ناناک پر حملہ کر کے تاشام جن کی قید سے شہزادہ ماروش کو آزاد کرا کر لا سکیں اور تاشام جن کو

بھی پکڑ کر شاہ گلستان کے قدموں میں لا سکیں لیکن ایسا نہ ہو سکا تھا کیونکہ تاشام جن اور اس کی فوج ریاست گلستان کی فوج سے کہیں زیادہ اور طاقتور تھی۔ ریاست گلستان کی فوج کو تاشام جن اور اس کی فوج نے آسانی سے شکست دے کر انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس شکست کے بعد شاہ گلستان کو تاشام جن کے خلاف فوج بھیجنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ یہی کوشش پرستان کی ریاست پھول نگر کے بادشاہ جن نے بھی کی تھی لیکن تاشام جن کی فوج نے انہیں بھی مار بھگایا تھا اور اب تاشام جن کا پیغام آیا تھا کہ وہ جلد ہی پھول نگر آئے گا اگر پھول نگر کے بادشاہ جن نے شہزادی اناکا کی اس سے شادی کرنے کا اعلان کر دیا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اپنی جنوں اور دیوؤں کی فوج سے نہ صرف پھول نگر کو تباہ و برباد کر دے گا بلکہ شہزادی اناکا کو بھی زبردستی اٹھا کر لے جائے گا اور زبردستی ہی اس سے شادی کر لے گا۔

پھول نگر کے بادشاہ نے پھول نگر کے گرد ایک

حفاظتی حصار قائم کر دیا تھا تاکہ تاشام جن کا کوئی بھی غلام جن اور دیو پھول نگر میں داخل نہ ہو سکے لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر تاشام جن خود آیا تو وہ اس حصار کو آسانی سے پار کر لے گا اور وہ جن پھول نگر میں آکر کچھ بھی کر سکتا ہے۔

پھول نگر میں ایک بوڑھا جن رہتا تھا جو بے حد عبادت گزار اور نیک تھا۔ سب اسے جن بابا کہتے تھے اور اس کی عزت کرتے تھے۔ جن بابا پرستان کی شمالی پہاڑیوں میں رہتے تھے۔ شاہ جنات خود جن بابا سے ملنے اور ان سے مدد مانگنے کے لئے شمالی پہاڑیوں میں چلا گیا۔ جن بابا کو جب شاہ جنات نے ساری حقیقت بتائی تو جن بابا نے شاہ جنات سے کہا کہ وہ اس کے پاس شہزادی اناکا کو بھیج دے۔ وہ شہزادی اناکا کو بتائیں گے کہ وہ ایسا کیا کرے کہ تاشام جن اس سے زبردستی شادی کے فیصلے سے خود ہی دست بردار ہو جائے اور اس سے شادی نہ کرے اور شہزادہ ماروش کو بھی آزاد کر دے۔ چنانچہ شاہ جنات نے شہزادی اناکا کو جن بابا کے پاس بھیج دیا۔ جن بابا سے مل کر

شہزادی اناکا بے حد خوش ہوئی تھی۔ جن بابا نے شہزادی اناکا کو جب بتایا کہ اسے کیا کرنا ہے تو شہزادی اناکا بے حد حیران ہوئی لیکن چونکہ وہ جانتی تھی کہ جن بابا ایک نیک اور عبادت گزار بزرگ ہیں اور ان کی کہی ہوئی کوئی بھی بات غلط نہیں ہو سکتی تو اس نے جن بابا سے وعدہ کیا کہ وہ وہی کرے گی جو اسے انہوں نے کہا ہے۔

شہزادی اناکا واپس پھول نگر آئی اور اس نے جب اپنے باپ کو بتایا کہ جن بابا نے اسے کیا کرنے کے لئے کہا ہے تو وہ بھی حیران رہ گیا لیکن شہزادی اناکا نے اسے یقین دلایا کہ جب وہ جن بابا کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرے گی تو تاشام جن سے اس کی ہمیشہ کے لئے جان بھی چھوٹ جائے گی اور وہ شہزادہ ماروش کو بھی آزاد کرنے کے لئے رضا مند ہو جائے گا۔ بیٹی کی خود اعتمادی دیکھ کر اور جن بابا کا حکم سن کر شاہ جنات خاموش ہو گیا اور اس نے شہزادی اناکا کو وہ سب کرنے کی اجازت دے دی جو اسے جن بابا نے کرنے کے لئے کہا تھا۔

چنانچہ شہزادی اناکا نے اپنی قریبی کنیز شاہین پری کو بلایا اور اسے آدم زادوں کی دنیا میں بھیج دیا کہ وہ شیخ چلی کے پاس جائے اور اسے اس کا دولہا بنا کر یہاں لے آئے۔ شاہین پری بھی شہزادی کا حکم سن کر پریشان ہو گئی تھی لیکن وہ چونکہ شہزادی اناکا کی کنیز تھی اور اس کا کام شہزادی کا ہر حکم بجا لانا تھا اس لئے وہ فوراً انسانی دنیا کی طرف روانہ ہو گئی تاکہ وہ شیخ چلی کو تلاش کر کے وہاں لا سکے۔

شہزادی اناکا اس وقت اپنے محل کی چھت پر ایک سائبان کے نیچے خوبصورت تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے اِرد گرد کئی پریاں موجود تھیں جو اس کی خدمت پر مامور تھیں۔ شہزادی اناکا بار بار سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید بے چینی اور الجھن دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ شدت سے کسی کے آنے کا انتظار کر رہی ہو۔

''ہونہہ۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب تک تو تاشام جن کو یہاں آ جانا چاہئے تھا۔ اس نے مجھے پکڑنے کے لئے جن چار دیوؤں کو یہاں بھیجا تھا وہ سومار

جادو کے حصار سے اپنے ہاتھ جلا کر واپس لوٹ گئے تھے۔ اب تک تو انہیں کوہ قاف جا کر تاشام جن کو سب کچھ بتا دینا چاہیئے تھا اور تاشام جن کو غصے میں آکر یہاں آجانا چاہیئے تھا پھر وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں ہے“۔ شہزادی اناکا نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے ایک زور دار کڑاکا ہوا اور ایک لمبا چوڑا اور انتہائی خوفناک گنجے سر والا جن وہاں نمودار ہو گیا۔ یہ تاشام جن تھا۔

تاشام جن کو وہاں نمودار ہوتے دیکھ کر وہاں موجود پریاں سہم گئیں اور بھاگ کر شہزادی اناکا کے تخت کے پیچھے چھپ گئیں جبکہ تاشام جن کو وہاں نمودار ہوتے دیکھ کر شہزادی اناکا کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ آ گئی تھی۔ تاشام جن شہزادی اناکا کی جانب انتہائی خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس کے ہاتھ میں کئی سو من وزنی گرز تھا۔

”تم کیا سمجھتی تھی شہزادی اناکا کہ تمہارا سومار جادو کا حصار مجھے یہاں آنے سے روک سکتا ہے“۔ تاشام جن

نے شہزادی اناکا کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں میں جانتی تھی کہ سومار جادو کا حصار تمہارا راستہ نہیں روک سکے گا''۔ شہزادی اناکا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر تاشام جن چونک پڑا۔

''کیا مطلب اور تم اس طرح سے مسکرا کیوں رہی ہو''۔ تاشام جن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ میرا مسکرانا، تمہیں برا لگ رہا ہے کیا''۔ شہزادی اناکا نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ مجھے تم اور تمہاری مسکراہٹ بہت اچھی لگتی ہے اسی لئے تو میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں''۔ تاشام جن نے فوراً کہا۔

''یہاں کیوں آئے ہو''۔ شہزادی اناکا نے منہ بنا کر کہا۔

''میں نے تمہیں اور تمہارے باپ کو بہت پیغام بھیجے تھے لیکن نہ تم میری کوئی بات سنتی ہو اور نہ تمہارا باپ۔ اس لئے آج میں ایک بار پھر خود یہاں آ گیا

ہوں۔ آج میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اگر تم مجھ سے خوشی سے شادی کر لو گی تو ٹھیک ہے ورنہ اس بار میں تم سے زبردستی شادی کر لوں گا اور تمہارے باپ کے ساتھ ساتھ کسی اور میں بھی اتنی ہمت نہیں ہو گی کہ مجھے تم سے شادی کرنے سے روک سکے یا میری ریاست میں آ کر تمہیں مجھ سے چھڑا کر لے جا سکے"۔ تاشام جن نے کہا۔

"تو اب تم مجھے یہاں سے اغوا کر کے لے جانا چاہتے ہو"۔ شہزادی انا کا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میرے ساتھ خوشی سے چلو تو اچھی بات ہے ورنہ میں یہی کروں گا"۔ تاشام جن نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم مجھے یہاں سے زبردستی اغوا کر کے لے جا سکتے ہو"۔ شہزادی انا کا نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں تاشام جن ہوں۔ میں طاقت کا پہاڑ ہوں اور میں جادوگر ہوں۔ میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور پرستان میں تو کیا کوہ قاف میں بھی ایسا کوئی جن

یا دیو نہیں ہے جو مجھ سے ٹکرا سکے۔ میں جس طرح جادو سے غائب ہو کر یہاں آیا ہوں اسی طرح ایک لمحے میں تمہیں بھی میں یہاں سے غائب کر سکتا ہوں"۔ تاشام جن نے کڑک دار آواز میں کہا۔

"نہیں تاشام جن۔ تم مجھے یہاں سے اغوا کر کے نہیں لے جا سکتے۔ یہ دیکھو۔ میرے پاس جن بابا کی دی ہوئی انگوٹھی ہے۔ اس انگوٹھی کی وجہ سے نہ تو تم مجھے ہاتھ لگا سکتے ہو اور نہ ہی مجھ پر کوئی جادو کر سکتے ہو۔ اگر تم نے یہ سب کرنے کی کوشش کی تو تم اسی وقت جل کر بھسم ہو جاؤ گے"۔ شہزادی انا کا نے دائیں ہاتھ کی چھنگلی میں پہنی ہوئی ایک سرخ نگینے والی انگوٹھی تاشام جن کو دکھاتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ میں سرخ نگینے والی انگوٹھی دیکھ کر تاشام جن پریشان ہو گیا۔

"جن بابا۔ تم جن بابا کے پاس گئی تھی"۔ تاشام جن نے پریشان ہو کر کہا جیسے وہ جن بابا کو بخوبی جانتا ہو اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ جن بابا سے وہ کسی بھی صورت میں نہ تو مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی

ان کا سامنا کر سکتا ہے۔

''ہاں۔ میں ان کے پاس گئی تھی اور انہوں نے مجھے اپنی بیٹی بنا کر مجھے یہ انگوٹھی دی ہے تاکہ میں تم سے محفوظ رہ سکوں''۔ شہزادی اناکا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو تاشام جن کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ وہ بری طرح سے تلملا رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ کسی طرح سے شہزادی اناکا کی انگلی میں موجود جن بابا کی دی ہوئی انگوٹھی اتار کر شہزادی اناکا کو اٹھا کر لے جائے۔

''ہونہہ۔ اس انگوٹھی کی وجہ سے واقعی میں تم پر کوئی جادو نہیں کر سکتا اور نہ تمہیں یہاں سے زبردستی لے جا سکتا ہوں لیکن شہزادی اناکا پری یہ مت بھولو کہ تمہارا منگیتر شہزادہ ماروش میری قید میں ہے۔ میں ابھی اور اسی وقت جا کر اسے ہلاک کر دوں گا پھر تم کیا کرو گی''۔ تاشام جن نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم تھا کہ جب تمہارا مجھ پر بس نہیں چلے گا تو تم مجھے شہزادہ ماروش کو ہی ہلاک کرنے کی دھمکی

دو گے"۔ شہزادی اناکا نے منہ بنا کر کہا۔

"تو سوچ لو۔ اگر تم چاہتی ہو کہ شہزادہ ماروش زندہ رہے تو یہ انگوٹھی اتار کر یہیں پھینک دو اور میرے ساتھ چلو۔ جیسے ہی میری اور تمہاری شادی ہو گی میں اسی وقت شہزادہ ماروش کو آزاد کر دوں گا ورنہ اس کا میں جو حشر کروں گا اسے دیکھ کر تم اور پرستان کی تمام ریاستیں لرز اُٹھیں گی"۔ تاشام جن نے کہا۔

"دھمکی دے رہے ہو مجھے"۔ شہزادی اناکا نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ یہ دھمکی ہے اور میں اپنی دھمکیوں پر عمل کرنا بھی جانتا ہوں"۔ تاشام جن نے جواب دیا۔

"اگر میں کہوں کہ میں خود تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں تو"۔ شہزادی اناکا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو تاشام جن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"۔ تاشام جن نے حیرت سے شہزادی اناکا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم نے سنا ہے"۔ شہزادی اناکا نے کہا۔

"تم۔ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو"۔ تاشام جن

نے اس کی جانب حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں میری ایک شرط ماننی ہو گی''۔ شہزادی اناکا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''شرط۔ کیسی شرط''۔ تاشام جن نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

''گھبراؤ نہیں کوئی ایسی سخت شرط نہیں ہے جسے تم پوری نہ کر سکو''۔ شہزادی اناکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ۔ شرط بتاؤ''۔ تاشام جن نے کہا۔

''جن بابا نے مجھ سے کہا تھا کہ میری شادی یا تو تم سے ہو گی یا پھر ایک آدم زاد سے''۔ شہزادی اناکا نے کہا اور تاشام جن حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''آدم زاد۔ کیا مطلب''۔ تاشام جن نے اسی انداز میں کہا جیسے اسے شہزادی اناکا کی بات کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔

''میں جن بابا کے پاس گئی تھی۔ انہوں نے مجھ

سے کہا تھا کہ میرے ہاتھ کی دو لکیریں ہیں۔ ان میں شہزادہ مارش کا نام کہیں نہیں ہے۔ میرے ہاتھ کی لکیروں میں یا تو تمہارا نام ہے یا پھر ایک آدم زاد کا۔ اس لئے یا تو میری تم سے شادی ہو گی یا پھر آدم زاد سے۔ اب میری کس سے شادی ہو گی اس کا فیصلہ ہونا باقی ہے''۔ شہزادی انا کا نے کہا۔

''اور یہ فیصلہ کیسے ہو گا''۔ تاشام جن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جس طرح سے تم یہاں آئے ہو۔ کچھ ہی دیر میں وہ آدم زاد بھی یہاں آ جائے گا۔ تم اسے اور وہ تمہیں دیکھ لے گا۔ پھر جن بابا کے حکم کے تحت تم دونوں کا مقابلہ کرایا جائے گا۔ تم دونوں میں سے ایک ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر تم نے آدم زاد کو ہلاک کر دیا تو میں تم سے شادی کروں گی اور اگر آدم زاد نے تمہیں ہلاک کر دیا تو پھر مجبوراً مجھے اس آدم زاد سے شادی کرنی پڑے گی''۔ شہزادی انا کا نے کہا۔

''ہا ہا ہا۔ تم شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہو شہزادی انا کا پری۔ آدم زاد اور میرا مقابلہ ہو گا۔ میں طاقت کا

پہاڑ ہوں اور کوئی بھی آدم زاد جو میری نظروں میں ایک معمولی چیونٹی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے وہ میرا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔ میں ایک لمحے میں اسے اپنے پیروں تلے کچل دوں گا"۔ تاشام جن نے کہا۔

"تو کچل دو۔ میں تمہیں کب منع کر رہی ہوں اور یہ مذاق نہیں سچ ہے۔ اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں ہے تو جاؤ اور جا کر جن بابا سے پوچھ لو"۔ شہزادی اناکا نے کہا۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے جن بابا کے پاس جانے کی سمجھی تم"۔ تاشام جن نے غرا کر کہا۔

"تمہاری مرضی۔ اب اگر تمہیں میری شرط منظور نہیں ہے تو جاؤ اور جا کر بے شک شہزادہ ماروش کو ہلاک کر دو۔ جب میری اس سے شادی ہونی ہی نہیں ہے تو مجھے کیا کہ وہ زندہ رہے یا نہ رہے"۔ شہزادی اناکا نے کہا اور تاشام جن اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"تم شہزادہ ماروش کو تو ہلاک کر سکتے ہو لیکن یہ یاد رکھو اس انگوٹھی کی وجہ سے تم مجھے یہاں سے اغوا کر

کے نہیں لے جا سکتے اور نہ ہی مجھ سے زبردستی شادی کر سکتے ہو۔ اگر تم خود کو اتنے طاقتور اور مہان سمجھتے ہو تو کرو ایک آدم زاد کا مقابلہ اور اسے میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دو۔ جیسے ہی آدم زاد ہلاک ہو گا میں اسی وقت تم سے شادی کا اعلان کر دوں گی اور اس پر میرے باپ کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور نہ پرستان کی کسی ریاست کو"۔ شہزادی انا کا رکے بغیر بولتی چلی گئی۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ اگر میں آدم زاد کو ہلاک کر دوں تو کیا تم واقعی مجھ سے شادی کر لو گی"۔ تاشام جن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جن بابا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر تم نے آدم زاد کو ہلاک کر دیا تو میں ہر حال میں تم سے شادی کروں گی لیکن یہ بھی سن لو کہ اگر آدم زاد نے تمہیں نقصان پہنچایا اور تم نے اس سے شکست تسلیم کر لی تو تم نہ صرف میرے حق سے دست بردار ہو جاؤ گے بلکہ شہزادہ ماروش کو بھی اپنی قید سے آزاد کر

دو گے۔ بولو منظور کرتے ہو"۔ شہزادی اناکا نے کہا۔ تاشام جن غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شک کی پرچھائیاں دکھائی دے رہی تھیں جیسے وہ سمجھ رہا ہو کہ شہزادی اناکا اس سے کوئی عیاری کر رہی ہے یا پھر اسے دھوکہ دے رہی ہے۔

"کہاں ہے وہ آدم زاد"۔ تاشام جن نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد غرا کر پوچھا۔

"وہ ابھی آ جائے گا پہلے تم بتاؤ۔ کیا تم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو اور تمہیں وہ تمام باتیں منظور ہیں جو میں نے تم سے کہیں ہیں"۔ شہزادی اناکا نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔ میں طاقت کا پہاڑ ہوں۔ میرا جب کوئی جن اور دیو مقابلہ نہیں کر سکتا تو بھلا ایک معمولی آدم زاد میرا کیا مقابلہ کرے گا۔ میں اسے ایک لمحے میں ہلاک کر دوں گا"۔ تاشام جن نے کہا۔

"بہت خوب۔ اس آدم زاد پر تم کوئی جادو نہیں کرو گے۔ تمہیں اس سے اپنی جسمانی طاقتوں سے یا پھر

ہتھیاروں سے ہی مقابلہ کرنا پڑے گا''۔ شہزادی اناکا نے کہا۔

''ہونہہ۔ آدم زاد کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے کسی جادو کی طاقت کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اسے مچھر کی طرح چٹکیوں میں مسل دوں گا''۔ تاشام جن نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ جب آدم زاد آئے گا تو میں تمہیں پیغام بھیج دوں گی''۔ شہزادی اناکا نے کہا۔

''کب بھیجو گی پیغام''۔ تاشام جن نے پوچھا۔

''بہت جلد۔ بلکہ ایسا کرو تم کل صبح بمٹالی کے میدان میں آ جانا۔ میں اس آدم زاد کو لے کر وہاں آ جاؤں گی۔ وہیں تم اس آدم زاد کا مقابلہ کرنا پھر جو جیتے گا میں اس سے شادی کا اعلان کر دوں گی''۔ شہزادی اناکا نے کہا تو تاشام جن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کل صبح بمٹالی کے میدان میں پہنچ جاؤں گا۔ لیکن یاد رکھنا اگر تم کل صبح تک اس آدم

زاد کو میدان میں نہ لائی تو پھر میں ایک بار پھر یہاں آؤں گا اور اس بار میرے ہاتھ میں شہزادہ ماروش کا کٹا ہوا سر ہو گا''۔ تاشام جن نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ تمہیں کسی کا سر کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی''۔ شہزادی انا کا نے کہا تو تاشام جن نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گیا اور اس کے غائب ہوتے ہی شہزادی انا کا کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ آ گئی جیسے سب کچھ اس کی مرضی کے عین مطابق ہو رہا ہو۔

شیخ چلی تو جیسے خوشی سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ قالین روشنی کی دنیا میں تیرتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ راستے میں شاہین اور اس جیسی اور بھی بے شمار پریاں آ گئی تھیں جو مسلسل اس پر پھول نچھاور کر رہی تھیں اور بندر ڈھول بجا رہے تھے جبکہ بھونپو جیسے منہ والے پرندے باجے اور اسی طرح دوسرے پرندے اور رنگین چڑیاں نہایت سُریلی آواز میں گاتی ہوئی اس کے اِرد گرد اُڑ رہی تھیں۔

اب شیخ چلی کا قالین جن راستوں سے گزر رہا تھا وہاں ہر طرف رنگ برنگے ستارے سے جھلملانے شروع ہو گئے تھے اور شیخ چلی قالین پر کھڑا خوشی سے ناچ رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے پریاں واقعی اس

کی بارات لے جا رہی ہوں۔ اس لئے خوشی اس سے سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔

رنگ برنگی روشنیوں، جھلملاتے ستاروں اور پریوں اور ہر طرف پرندوں کی بارات ہونے کی وجہ سے شیخ چلی کو کچھ ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔

قالین کافی دیر تک اُڑتا رہا پھر اچانک ڈھول تاشے اور باجے بجنے کی آوازیں ختم ہو گئیں اور وہ پرندے اور چڑیاں بھی خاموش ہو گئیں جو گانے گا رہی تھیں۔ شیخ چلی نے چونک کر دیکھا تو گنجے بندر ڈھول تاشوں سمیت وہاں سے غائب ہوتے جا رہے تھے اسی طرح سے بھونپو جیسے منہ والے اور دوسرے تمام پرندے بھی غائب ہو گئے تھے۔ اب اس کے سر پر صرف وہی شاہین پری ہی رہ گئی تھی جو اسے پرستان لائی تھی۔

”ارے۔ میری بارات کہاں چلی گئی۔ وہ پریاں، بندر، پرندے کہاں غائب ہو گئے سب“۔ شیخ چلی نے حیرت سے شاہین پری کی جانب دیکھ کر کہا۔

”ہم محل کے پاس پہنچ گئے ہیں شیخ چلی۔ وہ دیکھو۔

محل کی چھت پر شہزادی انا کا تمہاری راہ دیکھ رہی ہے“۔ شاہین پری نے کہا تو شیخ چلی نے چونک کر نیچے دیکھا تو اسے نیچے ایک نہایت عالیشان محل دکھائی دیا۔ یہ محل اس کے ملک کے بادشاہ کے محل سے کہیں زیادہ خوبصورت اور بڑا تھا۔

محل کی چھت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی جہاں رنگ برنگے لباس پہنے بے شمار پریاں، جن اور دیو کھڑے تھے۔ پریاں تو خوبصورت تھیں جبکہ جن اور دیو بے حد خوفناک شکل کے تھے جنہیں دیکھ کر شیخ چلی کے چہرے پر خوف طاری ہوگیا۔

”ارے باپ رے۔ یہاں تو جن اور دیو بھی ہیں۔ کہیں یہ مجھے کھا تو نہیں جائیں گے“۔ شیخ چلی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ محل کے محافظ ہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے“۔ شاہین پری نے کہا تو شیخ چلی کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

قالین اب عمودی انداز میں نیچے اس محل کی طرف ہی جا رہا تھا جہاں جن، دیو اور پریاں موجود تھیں۔

''یہاں تو بے شمار پریاں ہیں۔ ان میں میری دُلہن۔ میرا مطلب ہے کہ شہزادی انا کا پری کون سی ہے''۔ شیخ چلی نے چھت پر موجود پریوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو ایک سے بڑھ کر ایک حسین تھیں۔

''نیچے جاؤ گے تو خود ہی دیکھ لینا''۔ شاہین پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر میں قالین چھت کے ایک کنارے پر جا کر اتر گیا۔ جیسے ہی قالین نیچے اترا پریاں قالین کے ارد گرد دو رویہ قطاریں بنا کر کھڑی ہونا شروع ہو گئیں۔ ان کے ہاتھوں میں تھالیاں تھیں جو گلاب کی پتیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ قالین چھت پر اترا ہی تھا کہ چھت پر موجود جنوں اور دیوؤں نے شیخ چلی کے لئے اس کے احترام میں سر جھکا دیئے۔ جنوں اور دیوؤں کو اپنی شان میں سر جھکاتے دیکھ کر شیخ چلی کی گردن یکلخت اکڑ گئی اور اس کا سینہ کئی انچ پھول گیا۔

''آؤ۔ شیخ چلی''۔ شاہین پری نے کہا جو پَر مارتی ہوئی اس کے قریب اتر آئی تھی۔ پریاں دائیں بائیں قطار میں کھڑی تھیں ان کے درمیان سرخ رنگ کا ایک

قالین سا بچھتا چلا گیا جو چھت کے دوسرے کنارے تک جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ چھت کے دوسرے کنارے پر ایک بڑا سا تخت بچھا ہوا تھا جس پر ایک پری بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ پری چونکہ کافی فاصلے پر تھی اس لئے شیخ چلی واضح طور پر اس کی شکل نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

''لگتا ہے وہ پری جو تخت پر بیٹھی ہوئی ہے وہی میری ہونے والی دُلہن ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہاں۔ وہی ہے تمہاری ہونے والی دُلہن''۔ شاہین پری نے کہا تو شیخ چلی بڑے اکڑے ہوئے انداز میں اُڑن قالین سے اُتر آیا اور پھر وہ جیسے ہی نیچے بچھے ہوئے قالین پر آگے بڑھا پریوں نے اس پر نہ صرف پھول کی پتیاں برسانی شروع کر دیں بلکہ انہوں نے نہایت سُریلی آواز میں ایک نغمہ الاپنا شروع کر دیا۔ وہ نجانے کون سی زبان میں نغمہ الاپ رہی تھیں لیکن چونکہ ان کی آواز بے حد سُریلی تھی اس لئے شیخ چلی نے بے اختیار اپنا سر دھننا شروع کر دیا تھا جیسے وہ گانے کے بول بخوبی سمجھ رہا ہو۔

کچھ ہی دیر میں شیخ چلی اس تخت کے پاس پہنچ گیا جہاں ایک انتہائی حسین و جمیل پری بیٹھی اس کی جانب بڑی بڑی اور خوبصورت آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ شیخ چلی نے اس پری کو دیکھا تو وہ جیسے پلکیں جھپکانا ہی بھول گیا۔ تخت پر بیٹھی ہوئی شہزادی اناکا وہاں موجود تمام پریوں سے زیادہ حسین تھی۔ اس کا حسن دیکھ کر شیخ چلی غش کھا کر گرنے ہی لگا تھا کہ شاہین پری نے فوراً اسے سنبھال لیا۔

''کک۔ کک۔ کیا یہ شہزادی اناکا پری ہے''۔ شیخ چلی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شہزادی اناکا پری کی جانب دیکھتے ہوئے شاہین پری سے پوچھا جو شہزادی کے سامنے اب نہایت مؤدبانہ انداز میں جھک کر اسے شاہی انداز میں سلام کر رہی تھی۔

''ہاں شیخ چلی۔ میرا نام ہی اناکا ہے اور میں شہزادی پری ہوں''۔ شاہین پری کی جگہ شہزادی اناکا پری نے مسکرا کر اسے جواب دیا تو اس کی خوبصورت آواز سن کر شیخ چلی ایک بار پھر بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔

''اوہ اوہ۔ تم بہت خوبصورت ہو شہزادی۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم انتہائی بدصورت، کالی کلوٹی اور بھدی سی پری ہو گی جس کی شاہین پری مجھ سے شادی کرانا چاہتی ہے لیکن تم تو جنت کی حور لگ رہی ہو''۔ شیخ چلی نے کہا اور اس کی بات سن کر شہزادی انا کا پری بے اختیار ہنس پڑی۔

''اگر میں واقعی موٹی، کالی کلوٹی اور بھدی ہوتی تو کیا تم مجھ سے شادی کر لیتے''۔ انا کا پری نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ پھر میں شاہین پری سے شادی کرتا''۔ شیخ چلی نے کہا اور اس کا جواب سن کر نہ صرف شہزادی انا کا پری بلکہ شاہین پری بھی ہنس دی۔

''اب کیا کہتے ہو۔ کیا اب بھی شاہین پری سے ہی شادی کرو گے''۔ شہزادی انا کا نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں نہیں۔ میں بھلا کسی بدصورت پری سے کیوں شادی کرنے لگا۔ میں حسین ہوں تو میری ہونے والی دلہن بھی میرے جیسی ہی ہونی چاہئے نا''۔ شیخ چلی

اردو ٹیچ ڈاٹ کام

نے کہا اور اس کی بات سن کر وہاں موجود تمام پریوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھر گئیں۔ شہزادی انا کا کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی جبکہ بدصورت کہنے پر شاہین پری، شیخ چلی کو تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گئی۔

''ادھر آؤ۔ ہمارے پاس تخت پر بیٹھ جاؤ''۔ شہزادی انا کا پری نے کہا۔

''نہیں۔ میں ابھی تمہارے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کیوں''۔ شہزادی انا کا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میری بوڑھی ماں کہتی ہے کہ جب تک شادی نہ ہو جائے کسی مرد کو عورت کے پاس نہیں بیٹھنا چاہیئے ورنہ مجھ جیسا خوبصورت نوجوان بھی بدصورت ہو جاتا ہے اور حور کے ساتھ لنگور والی مثال بن جاتی ہے''۔ شیخ چلی نے احمقانہ لہجے میں کہا تو شہزادی انا کا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کیا تم مجھ سے شادی کرو گے''۔ شہزادی انا کا نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

''لو یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں اتنی

دور کا سفر کیا یہاں صرف تمہاری شکل ہی دیکھنے کے لئے کر کے آیا ہوں''۔ شیخ چلی نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھ سے شادی کرنے کے لئے تمہیں میرا ایک کام کرنا پڑے گا''۔ شہزادی اناکا نے کہا۔

''کیسا کام۔ اوہ کہیں تم مجھے ان پریوں اور جنوں دیوؤں کے سامنے نچانا تو نہیں چاہتی''۔ شیخ چلی نے پہلے حیرت سے پھر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں میں تمہیں کسی کے سامنے نہیں نچاؤں گی''۔ شہزادی اناکا نے مسکرا کر کہا۔

''تو کیا علیحدگی میں نچاؤ گی''۔ شیخ چلی نے اسی انداز میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ میں نے تمہیں یہاں ناچ نچانے کے لئے نہیں بلایا ہے''۔ اناکا پری نے کہا۔

''وہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ تم نے مجھے یہاں شادی کرنے کے لئے بلایا ہے لیکن تم نے کہا ہے کہ شادی سے پہلے مجھے ایک کام کرنا پڑے گا۔ وہ کام کیا ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کیا تم میرے لئے کسی جن یا دیو سے لڑ سکتے

ہو"۔ شہزادی انا کا نے کہا۔ وہ نہایت سنجیدہ تھی اور بڑے غور سے شیخ چلی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"جن دیو سے لڑائی۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب"۔ شیخ چلی نے اچھل کر کہا۔

"مطلب یہ کہ اگر میں کہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ میرا ہونے والا شوہر بے حد بہادر اور طاقتور ہو تو کیا تم میرے سامنے اپنی بہادری دکھانے کے لئے ایک جن یا دیو کا مقابلہ نہیں کرو گے"۔ شہزادی انا کا نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"میں بہادر تو ہوں مگر جن۔ دیو، میں نے کبھی ان کا مقابلہ نہیں کیا۔ تم کہو تو میں تمہیں اپنی بہادری دکھانے کے لئے ناچ کر، اچھل کود کر کے یا پھر کسی بونے سے لڑ کر دکھا دوں"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"نہیں شیخ چلی۔ اگر تم نے مجھ سے شادی کرنی ہے تو پھر تمہیں میری خاطر ایک جن سے لڑنا ہو گا اور وہ بھی اس جن سے جس سے میں تمہیں لڑنے کا کہوں گی۔ اگر تم نہیں لڑنا چاہتے تو پھر میں تم سے شادی نہیں کروں گی اور تمہیں جہاں سے لایا گیا ہے

وہیں واپس پہنچا دیا جائے گا‘‘۔ اناکا پری نے سنجیدگی سے کہا۔

’’نہیں میں یہاں سے اب شادی کئے بغیر نہیں جاؤں گا‘‘۔ شیخ چلی نے کہا۔

’’تو پھر میری بات مان جاؤ۔ تمہیں ایک ہی جن کا مقابلہ کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم جیسا بہادر انسان اس جن سے آسانی سے مقابلہ کر لے گا۔ اس جن کو شکست دیتے ہی میں تم سے شادی کر لوں گی اور جیسے ہی تمہاری مجھ سے شادی ہو گی میں تمہیں یہاں کا بادشاہ بنا دوں گی۔ تم آدم زاد ہو کر ساری زندگی یہاں بادشاہت کرنا‘‘۔ اناکا پری نے کہا تو شیخ چلی کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

’’اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ تم سے شادی کر کے میں پرستان کا بادشاہ بن جاؤں گا‘‘۔ شیخ چلی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ میں ان سب جنوں، دیوؤں اور پریوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ جب میری تم سے شادی ہو گی تو میں تمہیں یہاں کا بادشاہ بنا دوں گی‘‘۔ اناکا

پری نے کہا تو شیخ چلی کا رنگ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ میری شادی بھی ہو جائے گی اور میں پریوں کے دیس کا بادشاہ بھی بن جاؤں گا۔ میں تو یہ خواب برسوں سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں کہ میری کسی حسین شہزادی سے شادی ہو جائے گی اور میں کسی ملک کا بادشاہ بن جاؤں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''تو کیا تم جن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو''۔ انا کا پری نے پوچھا۔

''ہاں ہاں۔ میں تیار ہوں۔ بلاؤ کہاں ہے جن۔ میں اس جن کو مار مار کر ادھ موا کر دوں گا وہ میرے سامنے چند لمحے بھی نہیں ٹھہر سکے گا''۔ شیخ چلی نے اپنا سینہ پھلاتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر انا کا پری کے ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ آ گئی۔

ایک بہت بڑا میدان چاروں طرف سے پریوں، جنوں اور دیوؤں سے بھرا ہوا تھا۔ میدان کا درمیانی حصہ خالی تھا جہاں تاشام جن کاندھوں پر بھاری بھرکم گرز اٹھائے بڑی شان اور انتہائی تکبر بھرے انداز میں زمین پر دھم دھم پیر مارتا ہوا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

ایک طرف ایک بڑا سا تخت بچھا ہوا تھا جہاں شہزادی انا کا، شیخ چلی کے ساتھ موجود تھی۔ شہزادی انا کا نے شیخ چلی کو بتایا تھا کہ اسے میدان میں موجود جن کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس جن کو دیکھ کر شیخ چلی کی گھگھی بندھ گئی تھی۔ جن اس کی توقع سے کہیں زیادہ اونچا، بڑا اور طاقتور تھا اور اس کے ہاتھ میں جو گرز تھا اسے

دیکھ کر تو شیخ چلی کے پسینے چھوٹ رہے تھے وہ سوچ رہا تھا کہ جن نے اگر اسے گرز مار دیا تو اس کا تو کچومر ہی بن کر رہ جائے گا۔ ویسے ہی جن اس قدر لمبا تڑنگا اور دراز قد تھا کہ شیخ چلی اس کے سامنے بونا ہی لگ رہا تھا۔

شہزادی انا کا نے شیخ چلی کو ایک خنجر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اسے جن کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ خنجر جن کے دائیں پیر کے انگوٹھے کے ناخن میں مارنا ہے۔ جیسے ہی وہ جن کے دائیں پیر کے انگوٹھے میں خنجر مارے گا جن وہیں گر جائے گا اور پھر اس میں دوبارہ اٹھنے کی ہمت نہیں رہے گی کیونکہ اس جن کی ساری طاقتیں اس کے دائیں پیر کے انگوٹھے میں تھیں جس کے کٹتے ہی تاشام جن ایک عام جن بن جاتا اور پھر وہ وہی کرتا جو اس سے شہزادی انا کا کہتی۔ یہ سب اسے جن بابا نے ہی کرنے کے لئے کہا تھا۔ انہوں نے ہی شہزادی انا کا سے کہا تھا کہ وہ آدم زادوں کی دنیا سے شیخ چلی جیسے احمق انسان کو بلا لے کیونکہ تاشام جن کی ہلاکت اسی شیخ چلی کے ہاتھوں

ہونا طے تھی۔ شہزادی انا کا نے شیخ چلی کو جو خنجر دیا تھا وہ بھی اسے جن بابا نے ہی دیا تھا۔

تاشام جن کو بھی بتا دیا گیا تھا کہ اس کا مقابلہ شیخ چلی سے ہو گا۔ شیخ چلی کو دیکھ کر تاشام جن بے حد ہنسا تھا۔ اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا تھا کہ وہ شیخ چلی جیسے بونے کو اپنے پیروں تلے کچل سکتا ہے۔ وہ میدان میں شیخ چلی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا لیکن جن کو دیکھ کر شیخ چلی کی اس کی طرف جانے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔

''جن تمہارا انتظار کر رہا ہے شیخ چلی۔ جاؤ اور جا کر اس کا مقابلہ کرو''۔ شہزادی انا کا نے شیخ چلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ بہت بڑا اور طاقتور جن ہے۔ یہ تو میرا کچومر بنا کر رکھ دے گا۔ اگر تمہیں میرا مقابلہ کرانا ہی ہے تو پھر کسی بزدل، سوکھے سڑے اور دُبلے پتلے سے جن کو بلاؤ جسے میں ایک تھپڑ ماروں تو وہ ہوا میں اُڑ جائے''۔ شیخ چلی نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

''احمقانہ باتیں مت کرو شیخ چلی۔ تم نے خود ہی

جن سے لڑنے کی حامی بھری تھی۔ اس وقت میری عزت کا سوال ہے میں نے تمہاری بہادری دکھانے کے لئے اپنی ریاست کی ساری رعایا کو یہاں بلا رکھا ہے۔ کیا اب تم ان کے سامنے مجھے بے عزت کرانا چاہتے ہو کہ میرا ہونے والا شوہر اس قدر بزدل ہے کہ ایک جن کا بھی سامنا نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم اتنے جنوں، دیوؤں اور پریوں کی ریاست کو بادشاہ بن کر کیسے سنبھالو گے"۔ شہزادی انا کا نے غصے سے کہا۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ ان سب کو یہاں بلاؤ۔ انہیں بلانا ہی تھا تو اپنی شادی میں بلا لیتی"۔ شیخ چلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب اگر تم نے اس جن سے لڑنے سے انکار کیا یا اسی طرح سے بزدلی دکھائی تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں گی اور اس جن سے شادی کر لوں گی"۔ انا کا پری نے غصے سے کہا۔

"اس بدصورت جن سے شادی کرو گی تم۔ ہونہہ۔

اس جن سے تو میں تمہیں کبھی شادی نہیں کرنے دوں گا۔ میں ابھی جا کر اس جن کا کچومر بناتا ہوں۔ ہونہہ۔ میری جگہ تم اس سے شادی کرو میں ایسا نہیں ہونے دوں گا"۔ شیخ چلی نے جوش میں آ کر کہا اور اس کی بات سن کر انا کا پری مسکرا دی۔

شیخ چلی خنجر لئے بڑے اکڑے ہوئے انداز میں تاشام جن کی جانب بڑھنے لگا جو اسے میدان میں آتے دیکھ کر حقارت بھرے انداز میں ہنس رہا تھا۔

"زیادہ مت ہنسو ورنہ میں تمہارے سارے دانت توڑ دوں گا"۔ شیخ چلی نے آگے آ کر جن سے کہا۔ یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ لرز رہا تھا۔

"تم ایک معمولی آدم زاد اور میرے دانت توڑو گے۔ ہونہہ۔ تم تو میری ایک ہاتھ کی مار ہو بونے آدم زاد۔ دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں"۔ تاشام جن نے غرا کر کہا اور اس نے گرز گھما کر پوری قوت سے شیخ چلی کو مار دیا۔ شیخ چلی کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ فوراً چھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا۔ تاشام جن کا گرز زمین پر پڑا اور زمین یکلخت کانپ

کر رہ گئی۔

اپنا وار خالی جاتے دیکھ کر تاشام جن کو اور زیادہ غصہ آ گیا اس نے زور زور سے گرز شیخ چلی کو مارنے شروع کر دیئے لیکن شیخ چلی پاگلوں کی طرح چیختا ہوا اچھل اچھل کر ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گیا۔ وہ مینڈکوں کی طرح سے اچھل کود کرتے ہوئے تاشام جن کے گرز سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کبھی وہ بھاگتا ہوا تاشام جن کی چوڑی ٹانگوں سے گزر کر دوسری طرف چلا جاتا اور کبھی وہ مینڈکوں کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا میدان میں بھاگنا شروع کر دیتا اس کا انداز اس قدر احمقانہ تھا کہ میدان کے اطراف میں موجود تمام جن، دیو اور پریاں اس کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے جبکہ شیخ چلی کو اس طرح ادھر بھاگتے دیکھ کر تاشام جن کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا وہ گرز لئے شیخ چلی کے پیچھے بھاگ رہا تھا لیکن شیخ چلی تو جیسے کہیں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ جیسے ہی تاشام جن اسے گرز مارنے یا اپنے بھاری بھرکم پیروں کے نیچے کچلنے

کی کوشش کرتا تھا شیخ چلی زمین پر گر کر تیزی سے کروٹیں بدلنا شروع ہو جاتا۔وہ پاگلوں کی طرح تاشام جن کو بھی میدان میں نچاتا پھر رہا تھا اور تاشام جن اس کے پیچھے بھاگ بھاگ کر ہلکان ہوتا جا رہا تھا۔

ایک بار جو تاشام جن نے شیخ چلی کو گرز مارنے کی کوشش کی تو شیخ چلی نے اس کی چوڑی ٹانگوں کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اناکا پری کا دیا ہوا خنجر اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے تاشام جن کے پیروں کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف جانے کے لئے چھلانگ لگائی تھی لیکن تاشام جن نے فوراً پیر اٹھا کر اسے مارنے کی کوشش کی تو شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے تاشام جن کے پیر پر مار دیا۔ اب یہ اتفاق ہی تھا کہ تاشام جن کا پیر جیسے ہی زمین سے لگا شیخ چلی نے اسی وقت خنجر مارا تھا جو تاشام جن کے دائیں پیر کے ابھرے ہوئے انگوٹھے پر پڑا اور نوکیلا خنجر تاشام جن کا ناخن کاٹتا ہوا اس کے انگوٹھے میں گھستا چلا گیا۔ تاشام جن کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ الٹ

کر گرتا چلا گیا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ اسے گرتے دیکھ کر شیخ چلی فوراً زمین سے اٹھا اور تیزی سے اس سے دور ہٹتا چلا گیا۔ تاشام جن زمین پر گرا یوں تڑپ رہا تھا جیسے شیخ چلی نے خنجر اس کے پیر کے ناخن کی جگہ اس کی گردن پر مار دیا ہو۔

انا کا پری نے شیخ چلی کو تاشام جن کے دائیں پیر کے انگوٹھے کے ناخن میں خنجر مارتے دیکھ لیا تھا وہ بے اختیار تالیاں بجاتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اسے اٹھ کر تالیاں بجاتے دیکھ وہاں موجود باقی جن، دیو اور پریاں بھی اپنی جگہوں پر اٹھ کر زور زور سے تالیاں بجانے لگے۔

تاشام جن ساکت ہو گیا تھا۔ دائیں پیر کے ناخن میں خنجر لگنے کی وجہ سے اس کی ساری جناتی طاقتیں ختم ہو گئی تھیں اب وہ ایک عام جن تھا جسے انا کا پری آسانی سے ہلاک کر سکتی تھی۔

انا کا پری کے کہنے پر بے ہوش تاشام جن کو محافظ جن اٹھا کر وہاں سے لے گئے اور انا کا پری نے شیخ چلی کو اپنے پاس بلا لیا اور اس کی بہادری کی تعریف

کرنے لگی۔

شیخ چلی نے تاشام جن کو بے ہوش ہوتے دیکھا تو وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس نے تاشام جن کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے اس کی گردن فخر سے اونچی ہو گئی تھی اور وہ یوں سینہ پھلائے کھڑا تھا جیسے اس نے واقعی بڑی بہادری سے لڑ کر تاشام جن کو ہلاک کر دیا ہو۔

''دیکھ لو شہزادی اناکا۔ میں نے تمہارے کہنے پر ایک طاقتور جن سے لڑائی کی ہے اور اسے ہلاک کر دیا ہے۔ اب تو تم مانتی ہو نا کہ میں بے حد بہادر اور طاقتور انسان ہوں''۔ شیخ چلی نے شہزادی اناکا کے سامنے گردن اکڑاتے ہوئے کہا تو اناکا پری ہنس پڑی۔

''ہاں ہاں۔ تم واقعی بہادر ہو بے حد بہادر''۔ اناکا پری نے کہا۔

''تو پھر اعلان کرو سب کے سامنے کہ تم مجھ سے شادی کرو گی اور میں پریوں کے دیس کا بادشاہ بنوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہاں۔ میں اعلان کرتی ہوں۔ لیکن اعلان کرنے

سے پہلے میں تمہیں ایک حقیقت اور بتا دینا چاہتی ہوں تاکہ شادی کے بعد تم مجھے یہ طعنہ نہ دے سکو کہ میں نے تم سے دھوکے سے شادی کی ہے"۔ انا کا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ شیخ چلی نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے انا کا پری نے ایک نہایت بوڑھی عورت کا روپ دھار لیا۔ اسے بوڑھی عورت کا روپ دھارتے دیکھ کر شیخ چلی اچھل پڑا۔

"میری عمر دو سو سال کی ہے اور یہ میری اصلی شکل ہے۔ میں تمہارے لئے جادو کے زور سے حسین پری بنی ہوئی تھی لیکن تمہیں مجھ سے میری اسی اصلی شکل میں شادی کرنی پڑے گی"۔ انا کا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتنی بوڑھی پری سے۔ توبہ توبہ تم تو میری دادی پردادی سے بھی بوڑھی ہو۔ نہیں میں تم جیسی بوڑھی اور بدصورت پری سے شادی نہیں کر سکتا۔ تم سے تو پھر شاہین پری خوبصورت ہے۔ میں اس سے شادی کر لوں گا"۔ شیخ چلی نے کہا اور اس نے پلٹ کر شاہین

پری کی طرف دیکھا تو وہ ایک بار پھر اچھل پڑا۔ شاہین پری، انا کا پری سے بھی بوڑھی اور بدصورت دکھائی دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ مجھ سے کر لو شادی"۔ شاہین پری نے کہا اور شیخ چلی کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

"نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ میں تم جیسی بوڑھی پریوں سے شادی نہیں کر سکتا۔ مجھے تو جوان، خوبصورت اور کم عمر لڑکی سے شادی کرنی ہے۔ مجھے واپس میری دنیا میں پہنچا دو میں یہاں تم بوڑھیوں میں نہیں رہنا چاہتا"۔ شیخ چلی نے کہا تو انا کا پری سمیت وہاں موجود تمام جن، دیو اور پریاں ہنس پڑیں۔ شہزادی انا کا نے شیخ چلی سے شادی نہ کرنے کے لئے بوڑھی پری کا روپ دھارا تھا۔ اس کے کہنے پر شیخ چلی کو شاہین پری واپس آدم زادوں کی دنیا میں چھوڑنے چلی گئی اور اس طرح بے چارے شیخ چلی کی شادی ہوتے ہوتے رہ گئی۔

ختم شد